3 ایس سی آر سپریم کورٹ رپورٹس

7/فروری 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

مہانتھ رام داس

بنام

گنگا داس

(جے۔ایل۔کپور، ایم۔ہدایت اللہ اور جے۔سی۔شاہ، جسٹسز)

عدالتی فیس ۔ مقررہ وقت کے اندر عدالتی فیس ادا نہ کرنے کی صورت میں خارج کرنے کی اپیل۔ اگر وقت میں توسیع دی جاسکتی ہے ۔ تحت ضابطہ دیوانی 1908 (V آف 1908)، دفعات 148، 149، 151، آرڈر 47، قاعدہ 1۔

ہائی کورٹ نے ایک حکم جاری کیا کہ اگر عدالت کی طرف سے دی گئی مدت کے اندر عدالتی فیس کی ایک مخصوص رقم ادا نہیں کی گئی تو "اپیل خارج کردی جائے گی"۔ درخواست گزار کو رقم نہ ملنے کی وجہ سے مقررہ وقت ختم ہونے سے پہلے وقت میں توسیع کی درخواست دی گئی اور جزوی ادائیگی کی پیش کش کرتے ہوئے مزید وقت مانگا گیا، درخواست کی سماعت وقت ختم ہونے کے بعد کی گئی اور اسے اس بنیاد پر مسترد کردیا گیا کہ مقررہ وقت میں ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے اپیل پہلے ہی مسترد کردی گئی تھی۔ضابطہ دیوانی کی دفعہ 151 اور آرڈر 47، قاعدہ 1 کے تحت اپیل گزار کی درخواستیں بھی اسی بنیاد پر خارج کردی گئیں حالانکہ عدالت نے اپیل گزار کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ہائی کورٹ کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ اپیل پر:

ان کا ماننا ہے کہ اس طرح کے طریقہ کار کے احکامات اگرچہ عارضی (مشروط احکامات کے علاوہ) ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ مدعی خود کو منظم رکھ سکیں اور تاخیر سے بچ سکیں، لیکن وہ عدالت کو ان واقعات اور حالات کا

نوٹس لینے سے مکمل طور پر نہیں روکتے جو مقررہ وقت کے اندر ہوتے ہیں اور کیس کے حالات میں وقت میں توسیع کی جانی چاہیے تھی اور عدالت اس حکم کے بعد ہونے والے واقعات سے نمٹنے کے لئے بے اختیار نہیں تھی۔

لچھمی نارین ماروری بنام بالمکونڈ مارواری (1925) آئی ایل آر 4 پٹنہ 61 (پی سی)، کا حوالہ دیا گیا۔

ضابطہ دیوانی کی دفعہ 148 وقت میں توسیع کی اجازت دیتی ہے، بھلے ہی طے شدہ اصل مدت ختم ہو گئی ہو اور دفعہ 149 بھی اتنی ہی آزاد ہو۔ ہائی کورٹ کے پاس ان دفعات کو لاگو کرنے اور دفعہ 151 کے تحت اپنے بنیادی اختیارات کا استعمال کرنے کا کافی اختیار تھا تاکہ کسی مدعی کے ساتھ انصاف کیا جا سکے جس کے لئے اس نے کافی ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔

لٹھم بنام جانسن (1913) 1 کے۔بی 398 کا حوالہ دیا گیا۔

ضابطہ دیوانی کا دائرہ اختیار: 1957 کی سول اپیل نمبر 432۔

پٹنہ ہائی کورٹ کے 27 ستمبر 1955 کے فیصلے اور حکم کے خلاف 1954 کے سول نظر ثانی نمبر 24 میں اپیل کی گئی۔

آر۔سی۔ پرساد، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

مدعا علیہ پیش نہیں ہوا۔

7/ فروری 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ہدایت اللہ: درخواست گزار جو گایا کے ماتحت جج II کی عدالت میں مالکانہ حق کے مقدمے میں مدعی تھے، نے پٹنہ ہائی کورٹ کی جانب سے ان کے مقدمہ کو خارج کیے جانے کے خلاف اپیل کی ہے۔ اس مقدمے میں انہوں نے یہ اعلان مانگا تھا کہ انہیں ان کے گرو مہنت گلاب داس نے 21 اکتوبر 1944 کو ایک رجسٹرڈ ڈیڈ کے ذریعے مغل جوان سنگت کا مہنت نامزد کیا تھا اور اس طرح انہیں سنگت اور اس کے دیگر آف شوٹس کا انتظام کرنے کا حق حاصل ہے۔ 31 مئی 1947 کو ٹرائل جج نے ان کا مقدمہ خارج کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے پٹنہ ہائی کورٹ میں اپیل کی اور 26 نومبر 1951 کو ان کے حق میں اس شرط پر اپیل کا فیصلہ سنایا گیا کہ وہ مقدمے میں شامل جائیدادوں کے قبضے کے ترمیمی ریلیف پر عدالتی فیس ادا کریں گے، جس مقصد کے لئے جائیدادوں کی قیمت کا تعین کرنے اور ادا کی جانے والی عدالتی فیس کی رقم طے کرنے کے لئے مقدمہ عدالت کو بھیجا گیا تھا۔ ماتحت جج کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اس معاملے کو حتمی حکم کے لیے ہائی کورٹ کے سامنے پیش کیا گیا، وی راما سوامی، جے اور سی پی سنہا، جے (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے کہا کہ مقدمے کے مقصد کے لئے قیمت 12,178-4-0 روپے تھی، اور اس پر اشتہاری عدالت کی فیس ادا کی جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے ایک ہدایت کچھ یوں کی:

ہائی کورٹ کا دفتر ہمارے ذریعے دی گئی ویلیوایشن پر ادا کی جانے والی عدالتی فیس کی رقم کا حساب لگائے گا اور مدعی اپیل کنندہ کے وکیل کو بتائے گا کہ اسے اپیل اور میمورنڈم آف اپیل دونوں پر کتنی عدالتی فیس ادا کرنی ہے۔ ہم مدعی کو ٹرائل کورٹ اور ہائی کورٹ کے لئے کورٹ فیس ادا کرنے کے لئے تین ماہ کا وقت دیتے ہیں۔ وقت کا حساب اس تاریخ سے لگایا جائے گا جب اپیل کنندہ کے وکیل کو ہائی کورٹ کے ڈپٹی رجسٹرار کے ذریعہ حساب کے بارے میں مطلع کیا جائے گا۔ اگر دی گئی مدت کے اندر رقم ادا نہیں کی گئی تو اپیل خارج کر دی جائے گی۔ اگر عدالتی فیس مقررہ وقت کے اندر ادا کی جاتی ہے تو، اپیل کو اخراجات کے ساتھ منظور کیا جائے گا اور مدعی کی طرف سے لایا گیا مقدمہ اخراجات کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور مدعی کو اعلانی حکم نامہ دیا جائے گا......"

ہائی کورٹ کے دفتر نے 8 اپریل 1954 کو اطلاع دی کہ عدالت کی فیس 1,87-8-0 روپے ہے۔ یہ وقت 8 جولائی 1954 کو ختم ہونا تھا۔ لیکن اپیل کنندہ پیسے تلاش کرنے کے قابل نہیں تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ میں اپیل گزار کے وکیل نے 8 جولائی 1954 کو تعطیل کے جج کے

سامنے اس معاملے کا ذکر کرنے کو کہا، تا کہ وقت میں توسیع کی درخواست کی جا سکے۔ تاہم، اس تاریخ کو کوئی ڈویژن بنچ نہیں بیٹھی تھی، اور درخواست گزار نے 8 جولائی 1954 کو ایک درخواست دائر کی، جس میں درخواست کی گئی تھی کہ اسے فوری طور پر 1400 روپے ادا کرنے کی اجازت دی جائے، اور بقیہ رقم، اس کے بعد ایک ماہ کے اندر۔ یہ درخواست راما سوامی اور احمد، جے جے پر مشتمل ڈویژن بنچ کے سامنے پیش کی گئی تھی، جب مندرجہ ذیل حکم جاری کیا گیا تھا:

وقت میں توسیع کی اس درخواست کو خارج کیا جائے۔ بنچ کے 30 مارچ 1954 کے حکم کی بنیاد پر اپیل پہلے ہی خارج کردی گئی تھی کیونکہ دی گئی مدت کے اندر رقم ادا نہیں کی گئی تھی۔"

اس کے بعد درخواست گزار نے دفعہ 151 کے تحت ایک درخواست دائر کی، جسے امام، چیف جسٹس اور نارائن، جسٹس، نے 2 ستمبر 1954 کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے دفعہ 151 کے تحت ایک اور درخواست دائر کی، جسے آرڈر 47 کے ساتھ پڑھا گیا۔ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 47، بی 1، جس میں ان وجوہات کا تعین کیا گیا ہے کہ وہ پیسے تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ شدید بیمار تھے، اور اگرچہ انہوں نے قرض لینے کی کوشش کی تھی، لیکن وہ کافی رقم حاصل کرنے سے قاصر تھے، کیوں کہ اناج کی منڈی اچانک گر گئی تھی، اور لوگ پیسے آگے بڑھانے سے قاصر تھے۔ انہوں نے پیش کش کی کہ وہ مزید وقت کے اندر بقاجات فیس ادا کریں گے جو ہائی کورٹ طے کر سکتی ہے۔

نظر ثانی کی اس عرضی پر 27 ستمبر 1955 کو راما سوامی اور جسٹس سنہا نے سماعت کی۔ انہوں نے سب سے پہلے اسکے نقطہ نظر سے دیکھا۔ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 47، قاعدہ 1، اور کہا کہ درخواست آرڈر کے اندر نہیں آتی ہے. وکیل کی یہ دلیل بھی قبول نہیں کی گئی کہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 148 یا دفعہ 149 کے تحت وقت بڑھایا جا سکتا تھا۔ فاضل ججوں نے کہا کہ ان دفعات کا اطلاق صرف ان مقدمات پر ہوتا ہے جو حتمی طور پر نمٹائے نہیں گئے تھے، اور ان کے تحت وقت صرف حتمی حکم دینے سے پہلے ہی بڑھایا جا سکتا ہے۔ عدالت کے بنیادی اختیارات کے تحت مدت میں توسیع کی درخواست بھی اسی وجہ سے مسترد کر دی گئی۔ راما سوامی، جسٹس نے اپنے حکم کا اختتام یہ کہتے ہوئے کیا:

" مجھے مدعی درخواست گزار کے ساتھ کافی ہمدردی ہے جس نے خود کو بد قسمت حالت میں رکھا ہے، لیکن ہمیں محتاط رہنا چاہیئے کہ ہماری ہمدردی، ہمارے فیصلے پر اثر انداز نہ ہونے دیں۔ فارویل جج کا حوالہ دیتے ہوئے، نے ایک اور سیاق وسباق میں جذبات کو قانونی اصولوں کی تلاش میں رہنما کے طور پر لینے کے لئے ایک خطرناک ارادہ ہے(لیتھم بمقابلہ جانسن)

نتیجتاً،عرضی خارج کردی گئی،لیکن بغیر کسی لاگت کے۔

اس کے بعد درخواست گزار نے سرٹیفکیٹ کے لیے ہائی کورٹ کا رخ کیا اور اس معاملے کی سماعت جسٹس کے کے بنرجی اور جسٹس آر کے چودھری نے کی۔ اگر چہ یہ فرمان تصدیق ی تھا،لیکن خوش قسمتی سے فاضل ججوں نے سرٹیفکیٹ دینا ممکن پایا، اور موجودہ اپیل دائر کردی گئی ہے۔

یہ معاملہ افسوسناک اور غیر معمولی ہے۔ وقت میں توسیع کی درخواست ہائی کورٹ کی جانب سے کمی کی عدالت کی فیس کی ادائیگی کے لئے مقرر کردہ وقت ختم ہونے سے پہلے دی گئی تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ اپیل کی سماعت کرنے والی ڈویژن بنچ کی جانب سے پہلے جاری کیے گئے حکم نامے کے پیش نظر اس درخواست پر بالکل بھی غور نہیں کیا گیا، جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مدت میں توسیع کے لیے درخواست کی سماعت کی تاریخ کو ختم کردیا گیا تھا۔ مختصر سوال یہ ہے کہ کیا ہائی کورٹ، معاملے کے حالات میں، وقت بڑھانے کے لئے بے اختیار تھا، حالانکہ اس نے ادائیگی کے لئے مدت مقرر کر رکھی تھی. اگر عدالت نے اس درخواست پر غور کیا ہوتا اور میرٹ کی بنیاد پر اسے مسترد کردیا ہوتا تو شاید دیگر معاملات پیدا ہوسکتے تھے۔لیکن ہائی کورٹ نے اپنے حکم میں اصل حکم کے خط پر عمل کیا جس کے تحت ادائیگی کے لئے وقت مقرر کیا گیا تھا۔ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 148 وقت میں توسیع کی اجازت دیتی ہے، بھلے ہی طے شدہ اصل مدت ختم ہو چکی ہو، اور دفعہ 149 بھی اتنی ہی فراخ دل ہے۔ ان دفعات کو درخواست دہندہ کی طرف سے اس وقت استعمال کیا جاسکتا ہے جب وقت ختم نہیں ہوا ہو۔ یہ درخواست تعطیلات میں دائر کی گئی تھی جب ڈویژن بنچ نہیں بیٹھی تھی، اس پر غور کیا جانا چاہیے تھا، یہاں تک کہ 13 جولائی 1954 کو بھی، جب اس کی سماعت ہوئی تھی۔ اگر چہ یہ حکم اصل فیصلے کے ذریعہ طے شدہ وقت کی میعاد ختم ہونے کے بعد جاری کیا گیا تھا، لیکن یہ 8 جولائی 1954 سے نافذ العمل ہوگا۔ مستقبل کے لیے وقت مقرر کرنا کتنا ناپسندیدہ ہے جس کی وجہ سے

عدالت درمیان میں رونما ہونے والے واقعات سے نمٹنے کے لیے بے اختیار ہو، اس اپیل میں فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ احکامات سامنے آتے ہیں، جو اکثر نامناسب ہونے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ اس طرح کے طریقہ کار کے احکامات، اگرچہ غیر مشروط (مشروط احکامات کے علاوہ) خلاصہ یہ ہیں کہ وہ خوف زدہ ہیں، تا کہ تاخیر کرنے والے مدعی خود کو ترتیب دے سکیں اور تاخیر سے بچ سکیں۔ تاہم، وہ عدالت کو مقررہ وقت کے اندر ہونے والے واقعات اور حالات کا نوٹس لینے سے مکمل طور پر نہیں روکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ، اگر درخواست گزار نے پوری رقم کی ادائیگی کا حکم دیا تھا اور وقت پر آ گیا تھا، لیکن پچھلے دن چوروں نے اسے پکڑ لیا تھا، تو وہ وقت میں توسیع کا مطالبہ نہیں کر سکتا تھا، یا یہ کہ عدالت اس میں توسیع کرنے کا اختیار نہیں رکھتی تھی. اس طرح کے احکام میدیوں اور فارسیوں کے جبڑے کی طرح نہیں ہیں۔ ایسے مقدمات معلوم ہوتے ہیں جن میں عدالتوں نے اس طرح کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے اپنے طرز عمل کو ڈھال لیا ہے اور ایک مقدمہ یا کارروائی کو بحال کیا ہے، حالانکہ ایک حتمی حکم جاری کیا گیا تھا۔ ہمیں اس طرح کے صرف ایک معاملے کا حوالہ دینے کی ضرورت ہے، اور وہ ہے لچھی نارائن مارواڑی بمقابلہ بالما کنڈ مارواڑی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جیسا کہ لارڈ فلیمور نے مشاہدہ کیا ہے، ہم عدالتوں کی راہ میں فوری اطاعت اور تاخیر سے بچنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہتے۔ لیکن ہماری رائے ہے کہ اس معاملے میں عدالت اپنے اختیارات کا استعمال پہلے 13 جولائی 1954 کو کر سکتی تھی، جب وقت کے اندر دائر کی گئی درخواست اس کے سامنے تھی اور پھر اپنے بنیادی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، جب ضابطہ دیوانی کی دفعہ 151 کے تحت دو درخواستیں دائر کی گئیں۔ اگر ہائی کورٹ نے ان میں سے کسی بھی موقع پر کارروائی کرنے کا ارادہ محسوس کیا ہوتا تو دفعہ 148 اور 149 انہیں ایک ایسے مدعی کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے کافی طاقت فراہم کرتی جس کے لئے اس نے کافی ہمدردی کا اظہار کیا تھا ،لیکن جس کی مدد کرنے میں وہ غلطی سے ناکام محسوس کرتا تھا۔

ہماری رائے میں ہائی کورٹ دونوں موقعوں پر غلطی پر تھا۔ 13 جولائی 1954ء کو وقت میں توسیع کی جانی چاہیے تھی، اگر مناسب وجہ سامنے آتی اور جب موروثی اختیارات کے استعمال کے لیے درخواستیں دائر کی جاتی تھیں۔ لہٰذا ہم نے 13 جولائی 1954ء کے حکم نامے کو کالعدم قرار دے دیا۔ ہمیں 8 جولائی 1954 کو کی گئی درخواست کی سماعت کے لئے کیس کو واپس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ صرف مزید تاخیر کا نتیجہ ہوگا. کوئی بھی اس عدالت میں اپیل کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش نہیں ہوا ہے۔ ہم

نے درخواست اور حلف نامہ کا مطالعہ کیا ہے، اور ہم مطمئن ہیں کہ وقت میں توسیع کے لئے کافی وجہ بنائی گئی تھی۔ اس کے مطابق ہم نے اپیل اور مقدمے کی منسوخی کو کالعدم قرار دے دیا اور اپیل گزار کو فیس کی کمی ادائیگی کے لیے آج سے دو ماہ کا وقت دیا۔ ہم صرف یہ امید کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ نے جو سبق سیکھا ہے، اس کے بعد وہ عدالت سے یہ نہیں کہے گا کہ وہ اسے مزید رعایت دے۔ اس عدالت میں اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ اپیل یکطرفہ طور پر سنی گئی تھی۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document